P. O. RGD. No. A 922

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو (ہند) علیگڈھ کا پندرہ روزہ اخبار

قیمت فی پرچہ دو آنے | سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۱ | ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۵۲ء | ایڈیٹر- قاضی عبدالغفار | ۱۸ جمادی الثانی ۱۳۷۱ ہجری | نمبر ۶

کچھ اپنی باتیں

دو زبانیں اور ایک اصول

مشرقی بنگال میں اس بنا پر ایک ہنگامہ برپا ہو رہا ہے کہ وہاں اردو کو سرکاری زبان قرار دیا جاتا ہے اور بنگالی زبان کی حیثیت کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بنگلہ بولنے والے ہندو اور مسلمان قدرتاً یہہ سمجھتے ہیں کہ بنگلہ زبان اس حالت میں ختم ہوجائیگی اور اردو اس کو فنا کردیگی۔

ہندستان کے اتر پردیش اور بہار اور بعض دوسری ریاستوں میں بھی معاملہ بالکل برعکس ہے۔ یعنی یہاں اردو جو علاقائی زبان ہے مگر غیر محفوظ ہے اور سرکاری زبان کی زد میں آرہی ہے۔ اس لئے اردو بولنے والے بہت بیچین ہو رہے ہیں۔

دونوں جگہہ سوال علاقائی زبان کی حفاظت اور آزادی کا ہے۔ مشرقی بنگال میں تو حالیہ ہنگاموں کا اتنا نتیجہ ضرور پیدا ہوا ہے کہ ریاستی اسمبلی نے پاکستان کی کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی سے سفارش کردی ہے کہ بنگالی کو بھی اس کے علاقہ میں سرکاری زبان تسلیم کیا جائے۔ لیکن ہمارے دیس میں ابھی کسی کے کان پر جوں نہیں رینگی بلکہ مختلف آوازیں نکالی جارہی ہیں کوئی کہتا ہے کہ اردو تو کوئی زبان ہی نہیں، کوئی کہتا ہے کہ اردو غیر ملکی زبان ہے، کوئی صاحب فرماتے ہیں کہ سرکاری زبان تو رایج کرنا ہے تو اردو کو ختم ہی کرنا ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔ مگر ملک کی آزادی کے بنیادی اصول یعنی تہذیبی آزادی کو سب نے نظر انداز فرما دیا ہے۔ زبانوں اور تہذیب کے حفاظت کا جو حق ملک کے دستور نے عوام کو دیا ہے، اس پر کسی کی نظر نہیں جاتی۔

پھر ایک عجیب بات یہہ بھی ہے کہ ملک کی دوسری علاقائی زبان کے متعلق اور خصوصاً جنوبی زبانوں کی نسبت تو کبھی کبھی اطمینان بخش الفاظ ارشاد ہوجاتے ہیں اور یہہ یقین دلایا جاتا ہے کہ سرکاری زبان کے رایج کرنے کا ہرگز یہہ مطلب نہیں ہے کہ بنگلہ یا مرہٹی یا تلنگی کو نقصان پہونچایا جائے لیکن اردو کے متعلق اردو والے اس طفل تسلی سے بھی محروم ہیں جنوبی زبانوں کے متعلق ان کے حامی صاف

صاف کہہ رہے ہیں کہ ان علاقائی زبانوں کو علاقائی زبان تسلیم ہی کرنا ہوگا اور ہندی کے پرچارک بھی یہہ سمجھتے ہیں کہ جنوب کو بھڑکانا اور خفا کرنا مناسب نہیں، لیکن اردو کے معاملہ میں علاقائی زبان کی آزادی اور ترقی کا کوئی سوال ہمارے نیتاؤں کے سامنے آتا ہی نہیں!

آزادی کا بنیادی اصول مشرقی بنگال میں بنگلہ بولنے والوں کے دعوے کی پوری تائید کرتا ہے اور ہم اردو کے حامی ہوتے ہوئے بھی یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اردو کی خاطر بنگلہ زبان کی قدرتی حیثیت کو گرایا جائے۔ بلاشبہ بیک وقت دو زبانیں بھی سرکاری زبانیں ہوسکتی ہیں بلکہ بنگلہ زبان کا حق زیادہ ہے اس لئے کہ وہی مشرقی بنگال کی اکثریت کی زبان ہے۔ علاوہ بریں یہہ کیسی عجیب بات ہے کہ سویٹزرلینڈ میں دو زبانیں بیک وقت سرکاری زبانیں بن سکتی ہیں روس میں ۱۶ زبانیں سرکاری طور پر استعمال ہوسکتی ہیں لیکن اس ہمارے برِاعظم میں نہ تو پاکستان کے کسی ایک صوبے میں دو سرکاری زبانیں ہوسکتی ہیں اور نہ ہندوستان کی کسی ریاست میں! سرکاری ماہرین اور ہمارے نیتاؤں کو کہاں اتنی فرصت کہ وہ مسئلہ کے اس پہلو پر غور کریں۔ وہ تو اس فکر میں غرق ہیں کہ آخر اردو زبان کو "تجدید قدامت" (revivalism) کی راہ سے کیونکر ہٹایا جائے۔

ہمارے وزیر اعظم یوں تو پہلے بھی بار بار اس مسئلہ پر اپنے خیالات ظاہر فرماتے رہے ہیں لیکن حال ہی میں ایک پریس کانفرنس کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ:-

> اگر مسئلہ کو ہوشیاری کے ساتھ سنبھالا جائے تو صوبائی زبانوں اور قومی زبان کے درمیان کوئی تصادم نہیں ہوسکتا۔ لیکن کچھہ اور نتایج پیدا ہو رہے ہیں جو مجھے پریشان کرتے ہیں۔ مثلاً میں پریشان ہوتا ہوں جب میں خود اپنے صوبہ میں جاتا ہوں اور اس قسم کی ہندی کو دیکھتا ہوں جو وہاں پیدا کی جارہی ہے ... مجھے بہت سے ایسے الفاظ ملتے ہیں جو میں بالکل نہیں سمجھہ سکتا میں اپنے کو اپنے ہی صوبہ میں تنہا اور اجنبی پاتا ہوں۔

یہی وہ ہندی ہے جس کے مقابلہ میں اب کہا جارہا ہے کہ اردو تو کوئی زبان ہی نہیں لیکن بہت سے دوستوں کو اپنے یہہ الفاظ واپس نکالنے پڑینگے جب بھارت کی ریاستوں کو اپنی علاقائی زبانیں بھی تسلیم کرنی پڑینگی۔ اور یہہ وقت دور نہیں اردو کی تحریک اترپردیش میں اس طرح چل رہی ہے کہ شاید سب سے پہلی شکست اس نئی ہندی والے نیتاوں کو اسی کے محاذ پر ہوگی۔

ہم اس تحریک کے متعلق بار بار کہتے رہے ہیں کہ اردو کی یہہ تحریک صرف اردو ہی کے لئے نہیں ہے۔ یہہ تحریک تمام علاقائی زبانوں کے بنیادی حقوق کو تسلیم کرانے کی تحریک ہے اور ہم تنہا اردو کے جمہوری اور دستوری حق کے لئے نہیں لڑ رہے ہیں بلکہ ہمارا یہی دعوے بنگلہ زبان کے متعلق بھی ہے، مرہٹی کے متعلق بھی، تلنگی اور تامل کے متعلق بھی اور ہر بھارت کی علاقائی زبان کے متعلق ہے جس کی جائز حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ یہہ ہر صوبہ میں دو زبانوں اور ایک اصول کا سوال ہے۔

ہلکے ہلکے اشارے

—— ضلع مظفر نگر کے ایک خریدار صرف ایک سطر میں ہمیں یہہ مژدہ سناتے ہیں کہ "ہماری زبان" کی خریداری منظور نہیں ہے"

علاقائی زبان کی تحریک کے زمانہ میں اس قسم کی تحریر کس قدر ہمت افزا ہوتی ہے! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ "ہماری زبان" کے بعض پڑھنے والوں کو اس تحریک سے کس قدر زیادہ دلی لگاؤ ہے!

—— ایک قسم ایسے نامنظور کرنے والوں کی بھی ہے جو یہہ تو نہیں فرماتے کہ "خریداری منظور نہیں ہے" اخبار جاتا رہے تو آپ پڑھتے ہیں۔ لیکن جب چندے کا تقاضہ ہوتا ہے تو جس حد تک ممکن ہوتا ہے خاموش رہتے ہیں—اس کے بعد ارشاد ہو جاتا ہے کہ "ہماری زبان کی خریداری منظور نہیں"۔ ایک سال تک مفت پڑھنے کے بعد!!

—— "ہماری زبان" کی اشاعت ہماری نظر میں اس کم یا زیادہ دلچسپی کا تھرمامیٹر ہے جو اُردو زبان کے مسئلہ سے ہمارے ہم وطنوں کو ہے۔ اس اخبار کا مقصد چونکہ تجارتی نہیں ہے اس لئے اس کی قیمت برائے نام رکھی گئی ہے اور سیکڑوں پرچے مفت تقسیم کئے جاتے ہیں "ہماری زبان کی خریداری نامنظور" فرمانے والوں کو خبر نہیں کہ انجمن ہزار ہا روپیہ سال کا خسارہ اس اخبار پر صرف اس لئے گوارا کرتی ہے کہ اسکے ذریعہ سے ہمارے مقاصد کا پرچار ہوتا ہے۔

—— یہہ ہلکے ہلکے اشارے ذرا بھاری ہوئے جاتے ہیں اس لئے خریداری منظور اور نامنظور کا مسئلہ کسی دوسری صحبت میں ارباب کرام کے روبرو پیش کیا جائیگا!

———

—— کانپور۔ ۲۰۔ فروری۔ کل وزیر اعظم پنڈت نہرو یہاں سرکاری بیمہ اسکیم کے افتتاح کے وقت جب تقریر کرنے کھڑے ہوئے' اور جیسے ہی آپ نے فرمایا کہ میں بیمہ اسکیم کا افتتاح کرنے آیا ہوں' تو لفظ "افتتاح" کی جگہہ قومی زبان کا لفظ "اوگھاٹن" ایک دوسرے پنڈت جی کی مدد سے استعمال کیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے ماں کی گود میں جو زبان سیکھی ہے وہی دراصل ہماری قومی زبان ہے۔ آج اب بڑھاپے میں ہمیں قومی زبان کے بہت سے الفاظ دوسروں سے سیکھنے پڑتے ہیں۔ پنڈت جی نے فرمایا میں یو۔پی میں پیدا ہوا۔ یہاں کی زبان میں نے اپنی ماں کی گود سے سیکھی ہے۔ لیکن ان دنوں جب میں یو۔پی آتا ہوں تو بہت سے ایسے نئے نئے الفاظ میرے سننے میں آتے ہیں جسے بچپن سے نہیں سنا ہے آپ نے کہا قومی زبان کے استعمال میں حقائق سے چشم پوشی نہیں کی جا سکتی اور جو لوگ قومی زبان کو مادری زبان سے ہٹکر ثقیل و مشکل بنانا چاہتے ہیں۔ وہ زبان کی خوبی کو ضایع کر رہے ہیں۔

—— پنڈت جی بالکل نہیں سمجھتے۔ پورانی خوبیوں کو ضایع کئے بغیر قومی زبان میں نئی خوبیاں کیونکر پیدا کی جا سکتی ہیں!!

———

—— حیدرآباد۔ ۲۰ فروری ریاست حیدرآباد کے محکمہ داخلہ نے اعلان کیا ہے کہ ریاست میں موٹر کاروں کے نمبر اب صرف انگریزی میں ہوا کریں گے۔ اس سے پہلے نمبر آردو اور انگریزی دونوں میں ہوا کرتے تھے۔ تلنگی میں ہوتے مرہٹی میں ہوتے یا کسی مقامی زبان میں یہہ نمبر ہوتے تو بات کچھہ تو سمجھہ میں آتی۔ آردو کو برخاست کر کے انگریزی برقرار رکھنا ہمارے فہم ناقص کی دسترس سے باہر ہے!! انگریز چلے گئے' انگریزیت باقی ہے' جس طرح "سلطنت آصفیہ" ختم ہوئی لیکن نظام کی جاگیریت باقی ہے! درحلی میں ہمارا آشیان ہے!!

———

—— پارلیمنٹ کے وقفہ سوالات میں ۸ فروری کو وزیر اطلاعات نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے اس امر کا انکشاف کیا کہ حکومت کے محکمہ اشاعت کی جانب سے ایک آردو رسالہ شایع ہوتا ہے جس میں بچوں کا ایک ضمیمہ بھی ہوتا ہے۔ اس رسالہ پر حکومت کے دس ہزار تین سو چوبیس روپے خرچ ہوتے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں آمدنی سولہ ہزار چارسو روپے ہوتی ہے۔ ھندی کے تین رسالوں کی اشاعت پر کل خرچ چھتیس ہزار آٹھہ سو اکتھہ روپے ہوتا ہے اور آمدنی اکتہر ہزار چھہ سو ہوتی ہے۔ ھندی کا ایک رسالہ دسمبر سے بند کر دیا گیا ہے انگریزی کے رسالوں پر اٹھانوے ہزار نو سو اسی روپے خرچ ہوتے ہیں اور آمدنی صرف

چوالیس ہزار ایک سو ہوتی ہے۔

حسن خود اپنی سفارش کرتا ہے قدردانوں کی کمی یا انصاف دشمنوں کی کثرت سے اس کی زیبائش میں فرق نہیں آتا۔ دیکھا آپ نے آخر اردو میں کوئی تو جاذبیت ہے کہ اس کی زبان بتیس دانتوں کی مضبوط گرفت کے باوجود صرف اپنوں ہی سے نہیں بلکہ بیگانوں سے بھی خراج تحسین وصول کر رہی ہے ع

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

ہندوستان کے عام انتخابات نے تو پردہ ہی فاش کر دیا جتنے بھی اردو کے مخالفین تھے انتخابی سرگرمیوں میں اردو ہی کے سہارے زبان و قلم کا زور صرف کرتے رہے۔ کانگریس، ہندو مہاسبھا، جن سنگھ، کسان مزدور پرجا پارٹی، سوشلسٹ، کمونسٹ، آزاد غرض جتنی بھی پارٹیاں تھیں ان کے امیدواروں نے تقریریں بھی اردو میں کیں۔ اشتہارات، پمفلٹ، پوسٹر، ہینڈ بل اور مضامین بھی اردو ہی میں نکالے دہلی، یو۔پی، بہار اور شمالی ہند کے اکثر مقامات میں اردو "پیروں کا عصا" اور "جوانوں کی سیف" بنی رہی۔ کیا اب بھی اردو کی مقبولیت میں کوئی شبہ کیا جاسکتا ہے۔

(الجمعیۃ۔ دہلی)

ہم عرض کرتے ہیں کہ ہی ہاں شبہ کیا جاسکتا ہے، شبہ کی گنجایش تو ہر حال میں باقی رہتی ہے اشبہ نہیں بلکہ یقین کیا جاتا ہے کہ اردو کوئی زبان ہی نہیں اور نہ کبھی اس وطن عزیز میں اس کا کوئی وجود تھا!!

حضرت جوشؔ ملیح ابادی کا پیام

گذشتہ تین سال میں اس ریاست کے طول و عرض میں اردو کے خلاف سرکاری اور غیر سرکاری طریقوں سے جو عمل ہوتا رہا ہے اس کی بہت کچھ تفصیلات اخباروں میں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اترپردیش کی اسمبلی میں لینگویج ایکٹ کے منظور ہونے کے بعد اب اردو کی بقا اور ترقی کے تمام راستے بند ہوگئے ہیں۔ سوائے ایک کے۔ اس کی نشان دہی مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) نے کی ہے اور وہ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کا دروازہ ہے۔ اس دفعہ کے تحت ہمیں حق حاصل ہے کہ صدر جمہوریہ سے استدعا کریں کہ وہ اردو کو اس ریاست کی علاقائی زبان تسلیم کرلیں۔ اس کے لئے ہمیں بطور سند دس پانچ لاکھ دستخط حاصل کرنے ہوں گے۔ وہ کام اب مرکزی انجمن اپنی شاخوں کے ذریعہ سے شروع کر رہی ہے۔

تمام صوبہ کے ان اصحاب سے (خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم) اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس فیصلہ کن مہم میں مرکزی انجمن کا پورا پورا ساتھ دیں اور ایک ایسی زبان کی جو ہمارے ملک میں ایک مشترکہ کلچر کا نشان ہے۔ ہر طرح حفاظت کریں۔ ہم ملک میں کوئی شورش پیدا نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم سنجیدگی کے ساتھ اور پوری طرح پرامن رہ کر دستوری طریقوں سے اس حق کو ضرور طلب کرنا چاہتے ہیں۔ جو ہمارے ملک کے دستور نے ہمیں دیا ہے۔

دستخط

جوشؔ

دہلی۔ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۵۲ ع



اردو - ہندوستان کی تہذیبی وراثت کا نشان

از ہز ایکسیلنسی سردار نجیب اللہ خاں
سفیر افغانستان

کئی صدیوں سے دہلی ہندو مسلم کلچر کا مرکز رہی ہے اسی جگہ دنیا کے دو عظیم الشان فلسفوں کا سنگم ہوا اور عہد جدید کی ہندوستانی تہذیب پیدا ہوئی - میرے ملک کے طلباء اور اہل علم ہندوستان کے اس عظیم مرکز کے زندگی کے اس پہلو سے بہت دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے کہ حقیقتاً دہلی ایک ایسی معین تہذیب اور کلچر کا مرکز رہا جسے ہندی اور افغانی کلچر یا ہندی یا افغانی تہذیب کہا جاسکتا ہے -

ہماری دونوں قومیں دریائے سندھ اور گنگا کے درمیانی علاقہ میں ملیں اور صدیوں تک یکجا رہیں انہوں نے ایک دوسرے کو بہت کچھ دیا اور ایک دوسرے سے بہت کچھ لیا اور اس دادوستد نے اس زبان کو پیدا کیا جس کا نام اردو ہے، اس عمل کا سیاسی اور نیز تہذیبی مرکز دہلی تھا - خراسان کے ایرانی ادب نے جو ہندوستان کے شمالی حصہ میں غزنوی، غوری اور خلجی کی فتوحات کے ساتھ ساتھ داخل ہوا نہ صرف شکل وصورت میں بلکہ روح اور تخیل میں بھی بعض نمایاں خصوصیات حاصل کیں - گردوپیش کے اثر اور فلسفہ اور مابعد الطبعی اصولوں نے اور نیز ہندوستان کی قدیم تہذیب اور آرٹ نے ان تغیرات کو پیدا کیا -

افغانستان کی تہذیبی اور سیاسی زندگی کی قوت حیات نے، نیز سماجی اور صوفیانہ تصورات نے اور افغانستان اور تمام اسلامی دنیا کے ترقی پذیر سائینسی مطالعہ نے ہندوستان کی روحانی زندگی پر اپنے گہرے اثرات چھوڑے -

میں ان تمام اثرات سے بحث نہیں کرنا چاہتا اور نہ اس مسئلہ کے سیاسی اور سماجی پہلو کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن اس وقت میں دو امور پر روشنی ڈالنے کی آپ سے اجازت چاہتا ہوں -

وہ دو امور یہ ہیں :- اول تو بحیثیت ایک زبان کے ہندوستانی یا اردو زبان کی فطرت اور اہمیت اور دوئم، ہندوستان میں خراسان کا فارسی ادب جس سے ہندوستانی طرز کا فارسی ادب پیدا ہوا -

مجھے افسوس ہے کہ میں اردو یا ہندوستانی زبان کا ماہر نہیں ہوں اس لئے کہ میں ابھی اس زبان کو سیکھنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن میں افغانی نقطہ نظر سے اردو کی فطرت اس کے ادبی خزانے اور مشرق وسطی اور مشرق قریب کے ملکوں میں (جنھیں عام طور پر اسلامی ملک کہا جاتا ہے) وجہ اتصال کی حیثیت سے اس کی اہمیت پر زور دوں گا -

دنیا کی سب سے بڑی زبان دنیا کی سب سے بڑی زبانیں وہ ہیں جو ایک سے زیادہ تہذیبوں کے امتزاج سے پیدا ہوئیں - اگر ہم دنیا کی بڑی بڑی ادبی زبانوں کے ارتقا کا مطالعہ کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یا تو وہ زبانیں جو دو یا دو سے زیادہ زبانوں کے میل سے پیدا ہوتی ہیں یا وہ زبانیں جو اپنے آغوش میں کسی دوسری زبان کے ادبی حسن کو لینے کی صلاحیت رکھتی ہیں انسانی فکر اور زندگی کی جمالیاتی قدروں کی بہترین

نمایندہ ثابت ہوئی ہیں۔

دنیا کی تاریخ میری اس رائے کو ثابت کرنے والی تہذیبی مثالیں پیش کرتی ہے یونانی اقوام کا مشرقی اقوام سے اتصال تہذیب کی عظیم‌الشان ترقی اور قدیم یونان کے فلسفہ اور افکار کی ترقی کا باعث ہوا۔ اسی طرح لاطینیوں اور یونانیوں کے میل نے روم کے ادب قوانین اور سائینس کو پیدا کیا فرانسی زبان کی بنیاد گیلو رومن ہے جس نے جرمن الفاظ سے اپنا جوہر حاصل کیا۔ انگریزی زبان نارمن فتوحات اور فرانسیسی زبان کے ادبی تفوق اور نفوذ کے بعد ہی اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکی۔

عربی سائینس اور ادب کی حیرت انگیز ترقی کا سبب یہہ تھا کہ عربوں کا میل مشرقی سلطنت روما اور مصر کے لوگوں اور ساسانیوں سے ہوا۔

داری زبان جسے اب ایرانی زبان کہتے ہیں خراسان میں پیدا ہوئی، خراسان اس علاقہ کا نام تھا جس کے بڑے حصہ کا نام اب عربوں کے ایران فتح کرنے کے بعد افغانستان ہوا۔ فارسی زبان کی شان اور اس کے ادبی کارنامے بے نتیجہ ہیں اس حقیقت کا کہ اسلامی افکار اور عربی شاعری کی روایات افغانستان اور ایران کے لوگوں کے قدیم رومانی اور ادبی وراثت میں گھل مل گئیں۔

ہندی اور افغانی مشترکہ تہذیب

یہی بات ہم اردو ہندوستانی کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں۔ غزنویوں اور غوریوں کی سلطنت اپنے ساتھ اپنی بہت زیادہ ترقی یافتہ تہذیب اور ادبیت کو ساتھ لائی اور ان کے بعد ترکی، افغانی یا صرف افغانی اصل کے جن لوگوں نے حکومت کی انہوں نے اس تہذیب کو پھیلایا اور ہندی اور افغانی تہذیب کا مرکب پیدا کیا۔ یہہ مرکب ہندی زبان اور فارسی زبان کے امتزاج میں نمایاں ہیں۔ اس کے بعد ہندوستان میں ان کو آرٹ اور علم کا زیادہ بڑا خزانہ ملا اور انہوں نے ہندیوں کے آرٹ، فلسفہ اور سائنسوں سے واقفیت حاصل کرنی شروع کی۔

اسی کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں فلسفہ، آرٹ اور علوم کے مرکزوں کو بھی خراسان کی ادبیات کے تخیل سے واقفیت حاصل ہوئی۔ میرے فاضل اور محترم دوست ڈاکٹر تارا چند نے اپنی قیمتی تالیف میں جسکا نام "اسلام کا اثر ہندی تہذیب پر" ہے اس مسئلہ کی خوب توضیح کی ہے۔

اس عمل ارتقا نے جو چارسو برس تک یعنی گیارھویں صدی سے ۱۵ ھویں صدی کے آخیر تک جاری رہا۔ بہت ہی شایستہ اور قیمتی ادب پیدا کیا جو ہندی تہذیب کا ایک شاندار باب ہے۔

لودی بادشاہوں کے بعد اور مغل شہنشاہوں کے زمانہ میں یہہ ہندی و افغانی تہذیب اپنے انتہائی عروج پر تھی اور اسی عہد مغلیہ میں یا اردو ہندوستانی اپنی تکمیل کے آخری درجہ تک پہونچی۔

ایک تہذیبی رشتہ

لہذا اردو یا ہندوستانی جو دو بڑی قوموں (افغانیوں اور ہندوستانیوں) کے تہذیبی اتصال کا نتیجہ ہے ان تہذیبی رشتوں کی زندہ یادگار ہے جو ہندوستان اور اس کے مغربی ہمسایہ کے درمیان قایم ہیں۔ یہہ زبان فارسی زبان اور ہندی شاعری اور آرٹ کی تمام دولت اور دونوں کا حسن اپنے اندر رکھتی ہے وہ ایشیا کے ایک سب سے زیادہ تونگر زبان رہنے ہی کے لئے پیدا ہوئی ہے چونکہ ہندی اور فارسی دونوں کا پس منظر اردو کو حاصل ہے اس لئے اس کی شاعری میں تنوع زیادہ ہے اور وہ ہندوستان کی قوت تخلیق اور انسانی تہذیب کو جذب کرنے کی اہلیت کو ثابت کرتی ہے۔ وہ ہندی تہذیب کی ہمہ گیری اور قوت قبول کے اظہار اور اس ملک اور مغربی ایشیا کے درمیان ادبی رفاقت کا ایک نشان ہے۔

آزاد ہند کی غیر مذہبی بنیاد اور اس کے عظیم المرتبت قومی لیڈروں کی دانشمندانہ پالیسی یقینی عناصر ہیں جو ہندوستان اور مغربی ایشیا کے درمیان روز افزوں تہذیبی اتصال کی ضمانت ہوں گے۔

ملک کی یہہ پالیسی ہندوستانی یا اردو زبان کی ترقی کے لئے ایک وسیع میدان پیدا کرے گی اور چونکہ دھلی اور لکھنو اردو زبان کے مرکز ہیں تو وہی ہندوستان کے مغربی اور اسلامی ہمسایوں سے تہذیبی تعلقات کا مرکز ہوں گے۔ ہندوستان میں ایرانی ادب کے تاریخ کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) تبلیغ کا زمانہ

افغانستان سے ادیبوں اور شاعروں کی آمد جیسے کہ ہجویری یا داتا گنج بخش (جنہوں نے لاہور میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہیں) یا غزنی کو سنائی، معین الدین چشتی، مسعود سعد وغیرہ تھے جو خراسانی ادب کو ہندوستان میں پھیلانے والے تھے۔

(۲) صوفیوں اور شاعروں کے ابتدائی کام کے بعد دوسرا دور آتا ہے جب کہ اہل ہند میں سے ابوالفرج اور نظام الدین اولیاء، امیر خسرو اور حسن دہلوی وغیرہ نے ان نئے افکار سے پوری واقفیت حاصل کی اور قدیم تبلیغی طریقوں سے ان کی اشاعت کی۔

(۳) بعد کے ان شعرا اور ہندوستان کے ایسے اہل قلم کا زمانہ تھا جو فارسی میں لکھتے تھے جیسے کہ دکن کے فیضی، سرہند کے ناصر علی، بدایونی، غنی کشمیری، دہلی کے شاعر بیدل غنیمت اور مظہر

عہد مغلیہ کا یہ دور تھا جب ایران کے مشہور شعرا، عرفی شیرازی کلیم ہمدانی، صائب اصفہانی اور طالب آملی ہندوستان آئے اس دور میں ہندوستان کے شاعری اور نثر نے ایک خصوصی نوعیت پیدا کر لی تھی۔

ایران کے ایسے شعراء نے جیسے کہ کلیم، صائب، طالب اور عرفی تھے اسی طرز میں اپنے اشعار لکھے نہ کہ عراق اور آذربیجان کے طرز میں جو ایرانی شاعری تھی یا خراسان کے طرز میں جو افغانی طرز تھا۔

فارسی کا زوال

مغلوں کے زمانہ میں بہت عرصہ تک فارسی سرکاری زبان تھی۔ لیکن مغل سلطنت کے انحطاط کے زمانہ میں اردو نے فارسی کی جگہ لینی شروع کر دی اور دہلی کی آخری حکومت میں اردو بالکل ہی فارسی کی جگہ آ گئی۔

اس زمانہ کے شعرا عام طور پر دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے اور ان میں سے زیادہ مشہور غالب تھے برطانوی حکومت کے زمانے میں ایرانی زبان اور ادب رفتہ رفتہ بھلا دیا گیا اور ہندوستان کے عوام اس سے اجنبی ہو گئے۔

باوجود اس کے ہندوستان کے بعض شعرا اور اہل علم چند سال پہلے تک فارسی زبان میں لکھتے تھے مثلاً ہم شعر العجم کے مولف شبلی نعمانی اور ڈاکٹر محمد اقبال کا نام لے سکتے ہیں۔

مجھے یقین ہے کہ جو پیغام ان بڑے انسانوں نے دیا تھا وہ اس مبتلائے انتشار دنیا کو امن اور اطمینان حاصل کرنے میں مدد دے گا۔

انجمن کی خبریں

متھرا

سکریٹری صاحب انجمن ترقی اردو متھرا اطلاع دیتے ہیں دستخطوں کی مہم شہر میں دو ماہ سے جاری ہے سارے شہر کو ۲۰ حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر علاقے میں دو دو کارکن کام کر رہے ہیں۔ اب تک تقریباً ۱۰۰۰ دستخط حاصل کئے جا چکے ہیں۔ جو احباب اس مہم میں ہاتھ بٹا رہے ہیں انجمن حسب ذیل حضرات کی خدمات خاص طور پر قابل ذکر ہیں:۔

پروفیسر راج بہادر سکسینہ اوج۔ ایم۔اے۔ چودھری شہاب الدین صاحب۔ مرزا انور بیگ صاحب۔ بابو جگدیش سرن صاحب وحشی۔ ڈاکٹر ایم۔اے مسرور۔ ڈاکٹر ایس۔ایم ظفر، امام الدین صاحب، عبدالرحمن صاحب، پنڈت کرشن سہائے صاحب، منظور احمد صاحب، ممتاز علی صاحب مون، لالہ ہر پرشاد صاحب بھاورے میاں صاحب۔ عبداللہ خاں صاحب غوری۔ عبدالرضا صاحب۔ وغیرہ

۲۴ فروری کو اسی سلسلہ میں جو جلسہ ہوا اس میں سکریٹری صاحب نے اپنی رپورٹ پڑھی اور مولانا خبیر بھوروی صاحب نمائندہ مرکزی انجمن نے اپیل پر اثر تقریر کی۔

اجین

سکریٹری صاحب انجمن ترقی اردو اجین اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"خدا کے فضل سے انجمن نے اس تھوڑے عرصہ میں بہت کچھ کر لیا ہے۔ یہاں جبری

تعلیم کے سلسلہ میں بہت سے طلباء کو مدرسہ میں داخل کرایا گیا ہے۔ انجمن کا دفتر قایم کر دیا گیا ہے جسکا افتتاح ۲۳ فروری کو شہر کے قاضی عطاالرحمن صاحب نے فرمایا اس موقعہ پر شہر کے مشہور وکیل قریشی صاحب کو یا سے اپنی تقریر میں انجمن کو مدرسہ شبینہ قایم کرنے پر مبارکباد دی۔ ماسٹر سید مبشر علی صاحب نے بھی اس کام کو سراہا۔ ایک ماہواری رسالہ بھی جاری کیا جا رہا ہے۔

آگرہ

پنڈت راج ناتھ جی کنزرو کی صدارت میں انجمن ترقی اردو کی شاخ قایم کرلی گئی ہے جس میں ڈاکٹر گورمکھ رام صاحب ٹنڈن۔ پنڈت برج ناتھ کو سوامی۔ لطیف الدین احمد صاحب۔ بابو متھرا پرشاد ککڑ ایڈوکیٹ۔ جناب عالم فتحپوری مدیر نیا سے۔ مولانا میکش اکبر آبادی مسٹر اے۔ جی ڈالس ایم۔ایل۔اے۔ سید ذاکر علی ایم ایل اے۔ سردار تارا سنگھ پال۔ پروفیسر حامد حسن قادری۔ مفتی اخلاق حسین صاحب صدر ضلع جمیعتہ العلماء۔ شیخ عابد الہی صاحب ناظم جمیعتہ علماء، مسٹر مقصود علی زلفی صاحب اور دیگر حامیان اردو شامل ہیں۔

دو ہزار فارم چھپوالئے گئے ہیں۔ انتخابات کی وجہ سے علاقائی زبان کی مہم کا آغاز ۱۰ فروری سنہ ۱۹۵۲ ع سے کیا گیا اس دن جشن اردو منایا گیا ایک عام اجلاس سید ذاکر علی صاحب ایم ایل اے کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں شہر کے ہندو مسلم عیسائی سکھ سب ہی نے توقع سے زیادہ تعداد میں شرکت کی یہ اجلاس شعبیہ کالج کے ہال میں منعقد ہوا تھا قریب چار ہزار آدمی شریک جلسہ ہوئے اور اردو کی حمایت میں تجاویز پاس ہوئیں اور بعد ازاں ایک شاندار مشاعرہ منعقد ہوا جو رات کے ۲ بجے تک نہایت کامیابی سے ہوتا رہا۔

یہاں اس مہم کی سلسلہ میں بے حد جوش پایا جا رہا ہے ہر محلہ میں رہنے والے اپنے یہاں سے جلوس کا اہتمام کر رہے ہیں۔

گلاوٹھی

۱۰ فروری ۱۹۵۲ ع کو اردو و علاقائی زبان کمیٹی کا ایک وفد خورجہ سے گلاوٹھی آیا۔ اس وفد میں خیر بہوروی، حکیم سید عبد المجید صاحب، کلام نوری، صدر انجمن ترقی اردو خورجہ، قاضی سید محمد فضل اللہ صاحب طرب نوبی اقبس تنویر صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو خورجہ، چودھری سید ذوالفقار علی صاحب میونسپل کمشنر ایجوکیشن چیرمین میونسپل بورڈ خورجہ اور محمد ارتضی صاحب ترین تشریف لائے۔ حسب اعلان ۸ بجے شب بدولت کدہ حافظ سید شفیع الدین صاحب صدر انجمن مفید عام انجمن ترقی اردو گلاوٹھی ایک جلسہ عام زیر صدارت مولانا خیر بہوروی صاحب نمایندہ خصوصی انجمن ترقی اردو ہند منعقد ہوا۔ سب سے پہلے مفید عام انجمن ترقی اردو گلاوٹھی کے سکریٹری محمد ابراہیم نے پچھلے جلسے کی کاروائی پڑھکر سنائی۔ حاضرین میں سید شوکت علی خازن انجمن ہذا حافظ سید شفیع الدین صاحب صدر انجمن ہذا۔ حکیم سید حامد علی صاحب، حکیم اقد زکیب صاحب، سید ظفر احمد صاحب، حافظ محمد الحسن صاحب، عبد السلام صاحب، سید صابر علی صاحب نثار احمد صاحب، انیس الحسن صاحب، مولوی حمید الدین صاحب صدر کانگریس کیٹی گلاوٹھی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ مولانا خیر بہوروی صاحب نے علاقائی زبان کے سلسلہ میں ضروری مسائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زبان کی اہمیت اور اسکی ضرورت پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔

حاضرین نے متفقہ طور پر علاقائی زبان کے سلسلہ میں پوری مستعدی سے کام کرنیکا اعلان کیا۔

شاہ آباد۔ ضلع ہردوئی

۲ مارچ ۱۹۷۲ء کو شاہ آباد ضلع ہردوئی میں انجمن ترقی اردو ہند کی شاخ قایم کی گئی جس کے عہدے دار حسب ذیل ہیں۔

محمد بقا اللہ خاں صاحب صدر۔

ڈاکٹر اقبال حسین صاحب نائب صدر

مشرق حسین خاں صاحب رزاقی۔ جنرل سکریٹری

منشی حبیب احمد خاں صاحب جوائنٹ سکریٹری

منشی زائر علی صاحب خازن

منشی عبدالمجید صاحب محاسب

نامہ نگار

رانچی

رانچی ۲ دسمبر، رانچی کے ممتاز لوگوں کا ایک جلسہ زیر صدارت جناب خان بہادر حبیب الرحمن صاحب منعقد ہوا۔ جلسے میں ہر ادبی انجمن کے نمایندے، تجارت پیشہ اور معزز حضرات شریک تھے۔ اسد حسین، سعید اختر اور کلام حیدری صاحبان بھی شریک جلسہ تھے۔

سب سے پہلے اسد حسین صاحب نے ایک تجویز پیش کی جس کی تائید کلام حیدری صاحب نے کی اور جس کے ذریعہ بہار ریاستی انجمن ترقی اردو کی شاخ رانچی میں قایم کی گئی عہدیداروں کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور آخر میں جناب صدر نے حاضرین سے فرمایا کہ اردو کے مسئلہ پر ہر اختلافات کو مٹا کر بہار ریاستی انجمن ترقی اردو کے ساتھ مل کر کام کریں اور اردو کو ترقی دیں۔ اس شاخ کے صدر جناب انور حسین صاحب وکیل منتخب کئے گئے۔

سہور ضلع بھاگلپور

عزیز نیاز صاحب ناظم اعلیٰ اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

اردو کی بقا، اسکی ترقی و توسیع اور ترویج و اشاعت کے لئے کل ہند مرکزی انجمن ترقی اردو علی گڈھ نے جو جدو جہد جاری کر رکھی ہے اور اردو کے ساتھ حکومت کی معاندانہ روش کے خلاف جس پامردی اور استقلال نیز متانت وسنجیدگی کے ساتھ صدائے احتجاج بلند کر رکھی ہے اس میں اشتراک عمل ہر اردو داں کا فرض اولین ہے اسی مقصد کے ماتحت سہور اور اسکے مضافات کے حامیان اردو ادب کی ایک مجلس مشاورت بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۷۲ء بوقت چار بجے دن بہ قیام گاہ جناب مولوی محمد عثار صاحب جعفری منعقد ہوئی جس میں مرکزی انجمن ترقی اردو ہند کی ایک مقامی شاخ کی تشکیل عمل میں آئی۔ جسکے صدر عالی جناب مولوی محمد ابیع صاحب۔ ام۔ اے۔ ال ال۔ بی (علیگ) ابراہیم پور اور ناظم اعلیٰ مولوی محمد عزیز صاحب نیاز تصبوری منتخب ہوئے۔

اردو کی مہم کی ترقی

محترمہ سلطانہ بیگم صاحبہ آفس سکریٹری اردو علاقائی زبان کیٹی۔ لکھنؤ اطلاع دیتی ہیں کہ:۔

اردو کی مہم کی رفتار میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ بستی جو ابھی تک الکشن کی وجہ سے خاموش تھا۔ اب جاگ اٹھا ہے اور وہاں کی انجمن ترقی اردو کے صدر قاضی عدیل عباسی صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ایک مہینہ کے اندر ایک لاکھ دستخط اپنے شہر و ضلع سے حاصل کرلیں گے۔ مظفر نگر ان مقاموں میں سے ہے جہاں بہت پابندگی سے کام ہوتا رہا ہے وہاں کے کارکن اعلیٰ مشکور الدین صاحب نے اپنے یہاں کام کی بڑھتی ہوئی رفتار دیکھکر اپنا دستخط حاصل کرنے کا کوٹا ایک لاکھ سے بڑھا کر ڈیڑھ لاکھ کرلیا ہے۔

دستخطوں کی مہم کی رفتار بڑھانے کے لئے جابجا ادبی نمایندوں کی کانفرنس منعقد

ہو رہی ہے۔ جن میں شرکت کے لئے مرکزی علاقائی زبان کمیٹی کے عہدیداروں کو مدعو کیا گیا ہے۔

مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) نے ایک عارضی کمیٹی بنا کر اس کے سپرد اتر پردیش کی اردو کی مہم کر دی تھی۔ اس کمیٹی نے ۲۴ فروری ۱۹۶۲ ء کو ایک سب کمیٹی مع چند عہدیداروں کے منتخب کر دی ہے اور یہی کمیٹی اب مہم کی دیکھ بھال کرے گی۔ اس کمیٹی کے عہدیدار حسب ذیل ہیں۔

پنڈت کشن پرشاد کول [صدر] پروفیسر مسعود الحسن (نائب صدر) قاضی عدیل عباسی (نائب صدر) حیات اللہ انصاری (جنرل سکریٹری) بیگم سلطانہ حیات اللہ انصاری (آفس سکریٹری)

مغربی اضلاع میں بھی جابجا ادبی کانفرنس منعقد کی جا رہی ہے امید ہے کہ ان کا سلسلہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۲ ء سے شروع ہو جائے گا۔ ایک قابل ذکر بات یہہ ہے کہ بعض بہت چھوٹے دیہاتوں میں بھی بہت سرگرمی سے کام ہو رہا ہے مثال کے طور پر آسارہ تحصیل باغپت ضلع میرٹھ کو لیجئے۔ یہاں اقبال احمد صاحب کارکن اعلیٰ ہیں۔ اور انہوں نے مختلف اوقات میں اب تک ۸۰۰ سو فارم اپنے اور آس پاس کے دیہاتوں میں دستخط لینے کے لئے منگائے ہیں جس میں سے بہت کافی دستخط شدہ فارم دفتر میں واپس آ چکے ہیں۔

مدھیہ پردیش میں اردو کی تحریک

مدھیہ پردیش میں انجمن ترقی اردو کی ممبر سازی اور جابجا انجمن کی شاخوں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ ۳۰ مارچ سنہ ۱۹۶۲ ء تک یہہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس لئے اپریل کے پہلے ہفتہ میں مدھیہ پردیش اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کا باقاعدہ انتخاب ہو جانا چاہئے۔ اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کے جلسہ کے ساتھہ ساتھہ ایک اردو کانفرنس ہوگی جس میں ترقی و اشاعت اردو کے بارے میں پروگرام بنایا جائے گا۔ اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کے انتخابی جلسہ کی صدارت جناب قاضی عبدالغفار صاحب جنرل سکریٹری مرکزی انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڈھ فرمائیں گے۔ اردو کانفرنس کی صدارت کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے اور نہ آل انڈیا مشاعرہ کی صدارت کا۔ اس سلسلہ میں ذمہ دار اصحاب سے خط و کتابت کی جا رہی ہے۔ مشاعرہ میں شرکت کے لئے ہندوستان کے ممتاز شعراء سے درخواست کی گئی ہے۔ جوں جوں ان کی منظوری حاصل ہوتی جائے گی اعلان کیا جائے گا۔ اس اعلان کا صرف یہہ مقصد ہے کہ آپ ممبر سازی کا کام ختم کر کے باقاعدہ شاخ قایم کر لیں تا کہ اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کے انتخابات میں آپ حصہ لے سکیں اور جو اسٹیٹ انجمن بنے وہ مدھیہ پردیش کی پوری نمایندہ ہو۔

خادم۔ عبد الستار فاروقی کنوینر
ایم پی اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کامٹی

ضروری اعلان

اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کے قواعد وضوابط کی مطبوعہ کتاب اور ممبر سازی کے لئے رسیدیں حسب ذیل پتہ سے طلب فرمائیے:-

محمد یوسف عوض انصاری، سکریٹری (عارضی) ایم پی اسٹیٹ انجمن ترقی اردو کامٹی

سلانیؔ ضلع میرٹھ

۲۰ فروری کو مولانا عجاد احمد خان صاحب صدر مدرس مدرسہ باب السلام موضع سلانی ضلع میرٹھ کی صدارت میں حامیان اردو کا ایک عام جلسہ ہوا اور انجمن ترقی اردو کی شاخ کا قیام عمل میں آیا۔ منشی افتراب علی خان صدر اور مولانا عجاد احمد صاحب فاضل دیوبند جنرل سکریٹری بنائے گئے۔

نامہ نگار

بلھتوا روڈ

بلھتوا روڈ۔ سکریٹری صاحب بزم ادب محمد علی میموریل کالج بلھتوا روڈ اطلاع دیتے ہیں کہ ۱۲ فروری کو کالج کا سالانہ جلسہ شاندار طور پر کیا گیا ایک ادبی کانفرنس اور تقریری مقابلہ بھی ہوا اور کپ مشن کالج بھاگل پور لے گیا شب میں ایک عظیم الشان مشاعرہ بھی منعقد ہوا جس میں مقامی شعرا کے علاوہ باہر سے آئے ہوئے شعراء نے بھی اپنے کلام سے محظوظ فرمایا۔

بہار ریاستی انجمن ترقی اردو کی شاخیں

ضلع پٹنہ :۔

(۱) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو جمال الدین چک
(۲) .... کھگول
(۳) " " " " دانا پور
(۴) " " " " بحی پور منیر شریف
(۵) " " " بہپورہ
(۶) " " " استھانوان

ضلع شاہ آباد :۔

(۷) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو آرہ
(۸) " " " سہسرام
(۹) " " " ڈہری
(۱۰) " " " ڈمراؤں

ضلع رانچی :۔

(۱۱) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو رانچی

ضلع سنگھ بھوم :۔

(۱۲) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو جمشید پور

ضلع بھاگل پور :۔

(۱۳) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو بھاگلپور

ضلع پلاموں :۔

(۱۴) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو حسین آباد جپلہ

ضلع مونگیر :۔

(۱۵) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو نور پور

ضلع سنتھال پرگنہ :۔

(۱۶) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو پاکوڑ

ضلع ہزاری باغ :۔

(۱۷) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو چترا

ضلع چمپارن :۔

(۱۸) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو بیتیا
(۱۹) " " " " ادا پور

ضلع دربھنگہ :۔

(۲۰) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو مدھوبنی
(۲۱) " " " " " جالہ

ضلع سارن :۔

(۲۲) بہار ریاستی انجمن ترقی اردو سیوان
(۲۳) " " " " قاضی پور

نئی کتابیں

(مجموعہ کلام جذبی ۔ ناشر آزاد کتاب گھر۔ دہلی)

حضرت جذبی کے مجموعہ کلام کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے جو سات سال بعد شائع ہوا ہے اس میں بعد کی نظموں اور غزلوں کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے جذبی نے اپنے کلام کی جو تمہید شروع کے آٹھ صفحوں میں لکھی ہے اس میں ایک ترقی پسند ادیب اور شاعر کے ان کا نقطہ نظر پیش کیا ہے اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ ترقی پسند ادب کے ضرورت سے زیادہ جوشیلے پر یہی اپنی غیر متوازن ادبیت میں جو لغزشیں کرتے ہیں اور جو کھردرے اور بے لچک نظریات قائم کر لیتے ہیں

ان کی اصلاح کی جائے اور ساتھ ہی ساتھ ترقی پسند کی تحریک کا دایرہ ایسا تنگ نہ کیا جائے کہ اس دائرے میں وسعت کی بجائے تنگی پیدا ہو جائے۔

جہاں تک جذبی کے کلام اور فن کا تعلق ہے، کسی تعارف کی ضرورت نہیں۔ وہ جانے بوجھے اور ملک کے مقبول شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنے سیاسی نظریات میں اپنی شعریت کو جذب کر دینے کا اصول پسند نہیں کیا ہے جو نظمیں بھی لکھتے ہیں اور غزلیں بھی اور دونوں کی شعریت کو قایم رکھتے ہیں، سماجی اور معاشی مسائل پر بھی جو کچھ کہتے ہیں وہ شاعر کی طرح کہتے ہیں، خشک سیاسی پروپیگنڈے کی طرح نہیں کہتے ہیں۔ فطری شاعر کی آواز دھیمی ہوا کرتی ہے وہ چیختا نہیں کرتا، اسی لئے جذبی کے شعر کے رس کو خشک سیاسی مسائل اور عقاید نے فنا نہیں کیا ہے۔ وہ خود اپنی شاعری کا تجزیہ کرتے ہوئے تسلیم کرتے ہیں کہ:-

یوں تو کہنے کو یہ آنسو ہیں بس ایک قطرۂ آب
جن میں سرخی دل پر خون کی نہ سوز تب و تاب
پر کوئی نرم ساحب راگ سنا دیتے ہیں
یہی آنسو ہیں کہ ایک آگ لگا دیتے ہیں
چین کب دیتی ہیں امرد نگاہیں میری
آندھیاں سینوں میں بھر دیتی ہیں آہیں میری

اردو ادب کے رجحانات

از ڈاکٹر عبدالعلیم۔ ناشر آزاد کتاب گھر۔ دہلی)

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اردو ادب پر ڈاکٹر عبدالعلیم کا ایک یہ مختصر مضمون ہے جو کتابچہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے مختصر مضمون میں اپنے موضوع کی ایک ایسی تصویر پیش کی ہے جو مسئلہ کے ہر گوشہ پر حاوی ہے۔ اردو ادب کی جدید تحریکات کو سمجھنے کے لئے اس کتابچہ کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا۔

تبصرے کے لئے وصول ہوئی ہیں

ادب اور نفسیات۔ از شکیل الرحمن۔ انتقادی مقالات۔ شائع کردہ۔ اشاعت گھر پٹنہ ۴۔ قیمت۔ آٹھ روپیہ۔

خمستان کیفی۔ منشی چندر بہان کیفی مرحوم کے کلام کا مجموعہ۔ مرتبہ سنتوش چند و سکسینہ۔ ناشر۔ دہلی پرنٹنگ ورکس۔ دہلی قیمت دو روپیہ۔

ہماری کتاب۔ بچوں کا قاعدہ۔ مرتبہ افضل حسین۔ ایم۔ اے۔ ناشر۔ مکتبہ جماعت اسلامی۔ رام پور (۱) و (۲) و (۳)۔

نظام رامپوری۔ مرتبہ عبدالشکور صاحب پرنسپل گورنمنٹ رضا ڈگری کالج۔ رام پور۔

تنقیدی سرمایہ۔ مرتبہ عبدالشکور صاحب پرنسپل گورنمنٹ رضا ڈگری کالج رام پور۔ ناشران۔ شاہ اینڈ کمپنی۔ آگرہ۔

نالۂ ناشاد

رام پرشاد کھوسلا صاحب کے کلام کا مجموعہ ناشر اقبال بک ڈپو۔ مقابل پٹنہ کالج۔ ڈاک خانہ مہندرو۔ پٹنہ ۶۔ قیمت چار روپیہ

نوائے بیدل

پروفیسر عبدالمنان صاحب بیدل کے کلام کا مجموعہ۔ ناشر۔ اقبال بک ڈپو۔ مقابل پٹنہ کالج ڈاک خانہ مہندرو۔ پٹنہ ۶۔

باہتمام عزیز حسین منیجر نیشنل پرنٹنگ پریس میں چھپا۔ اور قاضی عبدالغفار صاحب پبلیشر نے صدر دفتر انجمن ترقی اردو (ہند) علی گڑھ سے شائع کیا